دکنی زبان کا آغاز و ارتقاء
(تاریخی پس منظر ، صوفیائے کرام کی خدمات)

اکائی کے اجزا

★ تمہید
★ مقاصد
★ اردو زبان کا معنی و مفہوم
★ دکنی زبان کا ارتقائی پس منظر
★ دکنی زبان کی تشکیل میں صوفیائے کرام کا کردار
★ جنوبی ہند میں دکنی اردو کی ترویج
★ اردو کے فروغ میں صوفیائے دکن کی خدمات
★ اکتسابی نتائج
★ کلیدی الفاظ
★ تجویز کردہ اکتسابی مواد

★تمہید :

یہ ایک تاریخ حقیقت ہے۔کے اقوامِ عالم کی کوئی بھی زبان یکلخت وجود میں نہیں آتی یہ بات دکنی زبان و ادب پر بھی صادق آتی جو اپنے ملاقاتی پس منظر کی بنیاد پر پہلے دکنی کہلاتی دکنی تہذیب و تمدن کے فروغ سمٹی سلاطین کا انتہای اہم اور گراں قدر حصہ رہا ہیں انہوں نے جنوبی ہند میں اقتدار قایم کرنے کے ساتھ مختلف لسانی اکایوں کو باہم متحد کرنے کا کام بھی کیا ان سلاطین کی کادشوں سے اس خطہ ارض میں ایک ایسی زبان کو فروغ حاصل ہوا جو دکنی کے نام سے مشہور ہوئے۔شمالی ہندوستان میں اسے ہندوی ، ریختہ ، اردو اور اردوئے معلیٰ جیسے ناموں سے تعبیر کیا گیا۔آج یے ہندوستان کی سب سے مقبول اور پسندیدہ زبان ہیں جسے عرف عام میں اردو کہا جاتا ہے۔

اردو زبان کی اس کشادہ قبلی کا اثر یہ ہوا کہ ہر علاقے میں اس کا رنگ و آہنگ ایک دوسرے سے قدر مختلف اور جداگانہ رہا اس میں جذبواد غام کا ایک لطیف رشتہ ہمیشہ موجود رہا جس نے قومی و حدت اور مذہبی ہم آہنگی کا راستہ ہموار کیا۔اپنے مختلف رنگ واسلوب اور لب و لہجے کی وجہ سے مختلف علاقوں میں اس کا نام بھی مختلف رہا یہی حال سندھ اور پنجاب کے علاقوں میں بھی ہوا۔

مثلاً جب یہ گجرات پہنچی تو بولی ہند کی حیثیت سے جانی گئ لیکن جلد ہی بولی گجرات اور گجری کے نام سے پکاری جانے لگی دکن میں دکنی کہلائ زبان کے نام میں اقتلاف کی وجہ یہی ہے کہ علاقائی اثرات کو قبول کرنے کی وجہ سے اردو کا رنگ و روپ متعد علاقوں میں جداگانہ رہا اردو زبان کو اس کے تاریخی پس منظر کی بنا پر مختلف ناموں مثلاً ریختہ ، ہندوی ، ہندوستان ، اردو اور اردوئے معلی جیسے ناموں سے تعبیر کیا۔ہندوستان کے جنوبی علاقوں میں اسے دکنی کہا گیا۔

★ مقاصد :

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائے گے :

★اردو زبان کے معانی اور مفاہیم کی وضاحت کرسکیں۔

★اردو زبان کے آغاز و ارتقاء کا جائزہ لے سکیں۔

★ اردو زبان کے فروغ میں صوفیاء دکن کی خدمات کو بیان کرسکیں۔

★جنوبی ہند میں اردو کے بنیاد گزار صوفیاء کے کارناموں پر گفتگو کرسکیں۔

★ جنوبی ہند میں اردو زبان کو فروغ دینے والے صوفیاء کی خدمات کی وضاحت کرسکیں۔

★حضرت خواجہ گیسودراز کی اردو خدمات پر بحث کر سکیں۔

★اردو زبان کے فروغ میں قطب شاہی عہد کے صوفیاء کے کارنامے کرسکیں۔

★اردو زبان کے فروغ میں میراں جی حسن خدانما کی خدمات سے واقف ہوسکیں۔

★ اردوزبان کا معنی ومفہوم :

"اردو" اصلاًترکی زبان کا لفظ ہے۔۔شہر، قلعہ، قصر، لشکر وغیرہ اس کے معنی ہے۔یہ لفظ ہندوستان میں پہلی بار بابر کے ساتھ آیا، بابر مغل تھا۔مغلوں اور ترکوں میں ایک طرح کی نسبت ضرور تھی لیکن یہ حیرت انگیز بات ہے کہ بابر سے بہت پہلے ترک ہندوستان آئے۔لیکن اس لفظ کا کچھ نشان نہیں ملتا۔ جاننے کی اصل بات یہ ہے کہ اردو زبان کو زمانہ قدیم میں ہندوی کہا جاتا تھا جسے آج ہم قدیم اردو کا نام دیتے ہیں۔اردو زبان کا وہ روپ جو دکن میں بولا اور لکھا جاتا تھا۔یہ بات پہلے آچکی ہے کہ اردو کے معنی شہر اور قلعہ کے بھی ہوتے ہیں۔اس بات کی وافر شہادتیں ملتی ہیں کہ شمالی ہند میں ایک طویل عرصے

تک شاہجہاں آباد (وہ فصیل بند شہر جسے آج ہم پرانی دلی کہتے ہیں) کو "اردو" کہا جاتا تھا مصحفی کا شعر ملا خطہ کیجیے۔

البتہ مصحفی کو ہے ریختے میں دعویٰ
یعنی کہ ہے زباں داں اردو کی وہ زباں کا

درج بالا شعر سے بالکل واضح ہے ریختہ اور اردو ایک ہی زبان کے نام نہیں ہے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ریختہ "اردو" کی زبان ہے۔اغلب ہے کہ اس شعر میں "اردو" شاہجہاں آباد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔اردو کا لفظ صاف طور پر زبان کے معنی میں آیا ہے جیسے :ہر جائے گوش چشم بنا ناک کان کو اپنی زبان سمجھے ہیں اردو زبان کو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوی زبان کے نام کے طور پر اردو کا استعمال اٹھارویں صدی کے ربع آخر سے ملتا ہے۔خان آرزو کی فارسی تصنیف "مثمر" سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے فارسی زبان کو زبان اردو معلائے شاہجہاں آباد کہا جاتا تھا۔

★ دکنی زبان کا ارتقائی پس منظر :

تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ جس دور میں مسلمانوں کے سیاسی ،سماجی اور معاشرتی اثرات ہندوستان تہذیب و ثقافت سے ہم آہنگ ہو رہے تھے۔اس دور میں اردو زبان مقامی مہاوروں اور کہاوتوں میں استعمال کی جا رہی تھی۔اردو زبان کی تاریخ کا مطالعہ اس بات کا شاہد ہے کہ ابتدا میں اشرافیہ کے بڑے طبقے نے اسے ناقابلِ اعتنا سمجھا کیونکہ ان کے درمیان فارسی جیسی متمول زبان رائج تھی۔صوفیا نے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنائ اور اردو نے ذہنوں میں۔تقریباً تمام صوفیا نے اردو کو بڑے پیمانے پر اپنایا اور عوام میں اپنی تعلیمات کی ترسیل کا ذریعہ بنایا۔یہ اور بات ہے کہ صوفیا کے کلام اور ان کے ملفوظات سے ادبی تخلیقیت اور لفظوں کے خلاقانہ استعمال کی کوئ زندہ اور توانا روایت نہیں ملتی لیکن ایک زبان کی حیثیت سے اردو کی ترویج و اشاعت میں ان کے کردار مثالی ہے۔صوفیاء کی ابتدائی کوشش نہ ہوتیں تو شاید اردو زبان وادب اور اسلوب و آہنگ کی زندہ اور توانا روایتیں بھی نہ ہوتیں بھی نہ ہو تیں۔

★ دکنی زبان کی تشکیل میں صوفیائے کرام کا کردار :

اردو زبان کے تشکیلی دور میں صوفیا کی تحریری سرگرمیوں،ملفوظات اور تواریخ میں محفوظ ان کے اقوال کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔بلاشبہ زبان کی تعمیر و ترقی اور ترویج واشاعت صوفیا کا مطمع نظر نہیں تھا بلکہ عوامی زبان کی طرف ان کا میلان تبلیغی اور اصلاحی مقاصد کے پیش نظر تھا۔یہ صوفیا سے تعلق کا نتیجہ تھا کہ اردو زبان کے بعض محاورے اور روز مرہ کی کہاوتیں ان مصنفین کی کتابوں میں بھی جگہ پا جاتی ہے۔جو اپنی نگارشات فارسی میں رقم کیا کرتے تھے۔مثال کے طور پر ابو الفرج، خواجہ مسعود سعد سلمان، منہاج سراج، ضیاء الدین برنی، شمس سراج عفیف اور امیر خسرو وغیرہ کی فارسی تصانیف میں بہت سے اردو یا ہندوی الفاظ کا بے تکلف استعمال ہوا ہے۔

اردو زبان کی تشکیل کے تعلق سے سب سے پہلا نام مسعود سعد سلمان لاہوری (۱۰۴۶-۱۲۱۱)کا لیا جاتا ہے۔انھیں ہندوی کا پہلا شاعر مانا جاتا ہے۔امیر خسرو کے مطابق ان کے ایک ہندوی دیوان بھی تھا جو آج مفقود ہے۔امیر خسرو (۱۲۵۲-۱۳۲۵)کا شمار امرائے سلطنت میں بھی ہوتے ہیں۔امیر خسرو فارسی کے شاعر تھے لیکن "دیباچہ غرۃ الکمال" سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تفریح طبع کے طور پر ہندوی زبان میں بھی کچھ شاعری ضرور کی ہے۔شمالی ہند کے صوفیاء کی طرح دکن کے صوفیائے کرام کے ملفوظات میں بھی اردو کے جملے اور فقرے ملتے ہیں ، جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنے تشکیلی دور میں اردو زبان کی ساخت اور کینڈا کیا تھا۔ذیل میں بزرگان دین کے وہ فقرے درج کیے گیے ہیں جو مختلف تاریخوں اور تذکروں میں آج بھی محفوظ ہے۔

حضرت شاہ برہان الدین غریب (م-۷۳۸ھ / ۱۳۳۷ع) اپنے مرشد نظام الدین اولیاء (م-۷۲۶ھ / ۱۳۲۵ع) کے حکم سے دکن آئے تو پیرو مرشد نے تاکید فرمائی کہ ان کی پیرزادی بی بی عائشہ (بنت بابا فرید گنج شکر) کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے رہنا۔ایک دن شاہ غریب بعد نماز جمعہ بی بی عائشہ کے گھر گ ۓ تو ان کی لڑکی کو دیکھ کر مسکرائے۔بی بی عائشہ نے کہا : اے برہان الدین! ساڈھی کہ کییا ہنسد ا ہے۔(اے برہان الدین! ہماری لڑکی کو دیکھ کر کیوں ہنستا ہے۔)ایک دوسری تاریخ میں یہ

جملہ اس طرح ملتا ہے کہ اسادھی کے بن جی ضرورت کیڑھی آہے۔(میری لڑکی کو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے) زین الدین خلد آبادی (م۔۷۷۱ھ / ۱۳۶۹ع) بستر مرگ پر تھے۔حاضرین میں سے کسی نے خیریت پوچھی۔انہوں نے جواب دیا: منج مت بلاوو۔" ایسے لمحوں میں انسان وہی بولتا ہے جسے وہ ساری زندگی ہر وقت استعمال کرتا ہے۔شاہ کو چک ولی (۸۰۵ھ / ۱۴۰۲ع) کے، جو شاہ برہان الدین غریب کے خلیفہ ہیں اور بیڑ میں ان کا مزار آج بھی موجود ہے، یہ دو فقرے بھی تاریخوں میں محفوظ ہے :

(الف) نہورے آئے نہورے جائے، لالے کوں تیرے بارے۔

(ب) سید محمد اُوس ن پیتائے (بحوالہ: جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اول (نیاایڈیشن) ای پی ایچ، ۲۰۱۳، ص ۱۲۰)

★ جنوبی ہند میں دکنی اردو کی ترویج :

یہ ایک مسلمہ تاریخی حقیت ہے کہ جنوبی ہندوستان ایک طویل مدت تک شمالی ہند سے الگ تھلگ رہا ہے۔جنوبی ہند میں عرب تاجر اور مبلغ کی حیثیت سے اور ترک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔جو اپنی زبان اور روایت بھی ساتھ لائے۔شمالی اور جنوبی ہندوستان کے سیاسی ، سماجی اور معاشرتی روابط کا آغاز جنوبی ہند میں علاءالدین خلجی اور اس کے سپہ سالار ملک کافور کے حملوں سے شروع ہوا جو محمد بن تغلق اور اورنگ زیب کے عہد تک جاری رہا۔ان کے حملوں اور فتوحات کے سبب بڑے پیمانے پر آمد ورفت کے علاوہ تہذیبی ، ثقافتی ، اور لسانی اختلاط اور لین دین کی راہیں استوار ہویں۔محمد تغلق کے وفات کے بعد جب تغلق سلطنت کمزور ہو گئی تو دکن میں بہمنی سلاطین کو عروج حاصل ہوا شمالی ہند پر تیمور کے حملے کے بعد جنوبی علاقے اس سے آزاد ہونے لگے۔گجرات بھی آزاد ہو گیا اور نتیجتاً مظفر شاہ نے وہاں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔دکن کی ان دونوں ریاستوں کی تاریخ کے تحقیقی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن کے سلاطین کے عہد میں دکنی زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا۔

★ اردو کے فروغ میں صوفیائے دکن کی خدمات :

دکن کے ابتدائی عہد کی ادبی اور تخلیقی سرگرمیوں میں جن شعرا کا ذکر کیا گیا ہے ان میں فخر دین نظامی بیدری کے علاوہ سبھی صوفی ہیں اور ان صوفیا کی تحریری کاوشیں مذہبی نوعیت کی ہے۔جن میں شیخ بہاء الدین باجن (۱۳۸۸-۱۵۰۶) کی تصنیف "خزائن رحمت اللہ" فارسی نثر میں ہے۔اس کتاب کے "خزینہ ہفتم" میں شیخ باجن کا صوفیانہ کلام بھی شامل ہے۔قاضی محمود دریای (۱۴۶۹-۱۵۳۴) کا کلام بھی صوفیانہ رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔شاہ علی محمد جیوگام دھنی (م۱۵۶۵) شاہ ابراہیم کے بیٹے تھے۔جیوگام دھنی کے مجموعے کا نام "جواہر اسرار اللہ" ہے۔سیخ خوب محمد چشتی (م۱۶۱۴) اسی زمانے کے نامور صوفی شاعر اور گجرات کے صوفیائے کبار میں سے ہے۔فارسی زبان اور انشا پر انھیں مہارت حاصل تھی۔ان کے اردو مثنوی "خوب ترنگ (۱۵۷۸)" بڑی شہرت کی حامل ہے۔شیخ کی تصنیف " امواج خوبی" جو کہ فارسی نثر میں ہے۔دراصل اس مثنوی کی شرح ہے۔خوب محمد چشتی کا ایک منظوم رسالہ " چھند چھنداں" بھی خاصا مشہور ہیں۔دسویں صدی ہجری کے اواخر اور گیارھویں، بارھویں صدی ہجری میں شیخ احمد گجراتی، سید مہدی، میاں مصطفیٰ، عالم گجراتی، محمد فاتح بلخی وغیرہ قابل ذکر شعرا ہے۔یہ تمام شعرا گجرات سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی ادبی روایت" گجری روایت " کہلاتی ہے۔

★ اکتسابی نتائج :

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں :

∆ اردو زبان کی ابتدائی تشکیل اور ترسیل میں صوفیائے دکن کی تحریری و تقریری سرگرمیوں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

∆ دکن کے صوفیانے اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں جو گراں قدر کا نامہ انجام دیا ہے وہ نا قابلِ فراموش ہے

∆ خوش نامہ، خوش نغز، شہادت الحقیق اور مغز مرغوب خواجہ گیسوورانز بند نواز کی نظمیں ہیں۔

∆ وصیت الہادی،، ،"بشارت الزکر،، "فرمان از دیوان،" حجتہ البقا" ارشاد نامہ، "منفعت الایمان" نکتہ واحد" اور سکھ سہیلا شاہ برہان الدین جانم منظوم کلام ہیں۔کلمتہ الحقائق ایک رسالہ ہے، جوان کی نثری تصنیف ہے۔

∆ شاہ امین الدین اعلیَ کی متعد تصانیف ہیں، جن میں محبؒ نامہ"، رموز السالکین"، کلام اعلی" نظم میں اور" گفتار حضرت امین" وجودیہ" اور کلمتہ الاسرار تصانیف ہیں۔

∆ بہتر سماج کی تشکیل میں صوفیا کے روحانی کردار کے ساتھ انکے لسانی خدمات کو بھی منظر عام پر لانا چاہیے

∆ بلاشبہ ان کے ارشادات و ملفوظات کا السانی معطالہ اس پر آشوب دور میں لسانی کدورتوں کو منانے میں معاون ثابت ہوگا۔

★ کلیدی الفاظ :

الفاظ	:	معنی
گجری	:	اردو زبان کی وہ ابتدائی شکل جو گجرات اور اس کے گردو نواح میں بولی جاتی تھی۔
دکنی	:	قدیم اردو زبان جو شمالی سے دکن میں آئی اور دکن کی نسبت سے دکنی کہلائی
ریختہ	:	اردو زبان کا ایک نام، اردو شاعری جس کا آغاز ولی کے سفر دہلی کے بعد ہوا۔
ہندوی	:	اردو کے قدیم ناموں میں سے ایک نام
ملفوظات	:	بزروگوں کے کہے ہوئے۔
کہہ مکرنیا	:	شاعری کی ایک صنف جو امیر خسرو سے منسوب ہے۔
غرۃ الکمال	:	حضرت امیر خسرو کے دیوان کا نام۔
معرفت	:	شناخت، پہچان، خدا کی ذات و صفات کی عظمت کی پہچان۔
شریعت	:	زندگی گزارنے کے لیے دیں کا سیدھا راستہ ، اسلامی احکام کا مجموعہ۔
طریقت	:	قلب (بطن) کی صفائی کا رستہ۔
جمعدار	:	قدیم زمانے میں فوج کے ایک عہدے کا نام
یک پنا	:	وحدت، خدا کے سوا سب کو غیر موجود سمجھنا۔
دوپنا	:	دوئی، خدا کے وجود کے ساتھ دوسروں کے وجود کے ساتھ دوسروں کے وجود کو بھی ماننا

★ **تجویز کردہ اکتسابی مواد :**

۱۔ مقالات حافظ محمود شیرانی	مظہر محمود
۲۔ تاریخ ادب اردو	جالبی، جمیل
۳۔ دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو، مترجم: لطیف اللہ، گلشن اقبال
۴۔ اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام	عبدالحق، مولوی
۵۔ دکن میں اردو	ہاشمی، نصیرالدین
۶۔ دکنی ادب کی تاریخ	زور،ڈاکٹر محی الدین قادری
۷۔ قدیم اردو	عبدالحق